ڈاکٹر زاہد ہمایوں

ایڈجنک اسسٹنٹ پروفیسر (اردو)

مسلم یوتھ یونی ورسٹی، اسلام آباد

مولوی محمد شفیع اور مثنوی وامق و عذرا کا تعارفی مطالعہ

A Introductory study of Molawi Muhammad Shafi and Masnawi Wamiq'o'Azra

Abstract:
Molawi Muhammad Shafi', a credible name in Urdu research , criticism and compilation .He introduced rare manuscripts of Urdu poetry and literature. There is a long list of his research work and compilations. Masnawi,(A narrative poem) Wamiq 'o' Azra, a precious manuscript has been introduced by Molawi Muhammad Shafi'. He compiled several rare manuscripts of this masnavi and analyzed their differences. This is a prime example of his research-oriented and critically significant . It is a precious addition in Urdu literature.

Key Word: Molawi Muhammad Shafi’،Urdu criticism, manuscript compilation, Masnawi Wamiq-o-Azra, , Urdu literature

ایسے افراد کسی بھی معاشرے میں نہایت کم ہوتے ہیں جن کی زندگی کا محور، خواہ گھر ہو یا دفتر، صرف ایک ہی مقصد کے گرد گردش کرتا ہے، اور وہ ہے علم۔ ان کے لیے علم محض ایک مشغلہ نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر وابستگی، مستقل جستجو اور داخلی تڑپ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ علم کی تلاش، تحقیق اور تدقیق کے مراحل میں یہ لوگ وقت کی قیود اور معمولاتِ زندگی کی پابندیوں سے ماورا ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی معدودے چند نابغۂ روزگار اہلِ علم میں مولوی محمد شفیعؒ کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ علمی تحقیق و جستجو کے سوا ان کی زندگی میں کسی دوسرے شغل، مشغلے یا دلچسپی کا دخل نہ تھا۔

مولوی محمد شفیعؒ 1883ء میں لاہور کے نواحی قصبے قصور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 1904ء میں اسلامیہ کالج سے بی۔اے کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ دورانِ تعلیم اسلامیہ کالج میں انہیں مولوی اصغر علی روحی سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا، جن کی علمی سرپرستی اور رہنمائی نے مولوی محمد شفیعؒ کے ذوقِ علم اور تحقیقی مزاج کو واضح سمت عطا کی اور ان کی فکری تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔

فارمن کرسچن کالج میں ایم-اے انگریزی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۰۴ء میں ایم-اے پاس کرنے کے بعد "**مولوی محمد شفیع**" ٹریننگ کالج میں داخل ہوگئے۔ اور "ایس-اے-ڈی کا امتحان" پاس کرنے کے بعد یہیں لیکچرر مقرر ہوئے۔ لیکن بہت جلد محکمۂ تعلیم میں چلے گئے ۱۹۱۵ء تک مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ اِسی دوران ایم-اے عربی کا امتحان دیا اور اوّل رہے۔

ستمبر ۱۹۱۵ء میں انھیں لسانیات کی اعلیٰ تعلیم کے لیے وظیفہ دیا گیا۔ وُہ عربی کی مزید تعلیم کے لیے بحری راستے سے کیمبریونی ورسٹی (انگلینڈ) روانہ ہوئے۔

> ''قیامِ انگلستان کے دوران مولوی صاحب کو پروفیسر بیون، اور پروفیسر براؤن جیسے مشہور عالم مستشرقین کی صحبت اور راہ نمائی حاصل رہی۔ ان کی درخواست پر ایک اور عظیم مستشرق پروفیسر نکلسن نے اسلامی تصوّف پر لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا۔
>
> تعلیم ختم کرنے کے بعد کیمبرج یونی ورسٹی میں اُردو کے لیکچرر بنا دیے گئے اور آئی-سی-ایس کے طلبہ کو دو سال تک اُردو کی تعلیم دیتے رہے۔ دسمبر ۱۹۱۹ء میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ اور انھیں وطن لوٹنا پڑا۔ واپسی پر اورنٹیل کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر بنائے گئے۔
>
> ۱۹۳۰ء میں کالج کے پرنسپل کے فرائض انھیں سپرد کر دیے گئے۔ اس منصب سے وُہ ۱۹۴۲ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں جب پنجاب یونی ورسٹی کے زیر اہتمام دائرہ معارف اسلامیہ اُردو کے تالیف و ترجمہ کا کام شروع ہُوا تو آپ کو ایڈیٹوریل بورڈ کا چیئرمین مقرّر کیا گیا''۔(۱)

"مولوی محمد شفیع" کی وفات سے متعلّق "مثنوی وامق و عذرا" میں درج ہے کہ:

> "سانحۂ ارتحال مرحوم محمد شفیع ماہ شوال ۱۳۸۲ ہجری قمری مصارف یا چہارم ماہ مارس درلاہور ۱۹۶۳م اتفاق افتاد و در گورستان محلہ "اچھرہ" شہر لاہور بہ خاک سپردہ شدند:

ای خاک گہر سنیۂ تو بہ شد کا قند
بس گوہر قیمتی کہ در سنیۂ تست"(۲)

مولوی محمد شفیع کی تالیفات و تصنیفات اور مقالات کی ایک لمبی فہرست ملتی ہے؛ جس مین سے کچھ کتب اور مقالات سے متعلق معلومات بہ طور مُشتِ نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں:

"سیّد وزیر الحسن عابدی" نے **"احمد ربانی (ایم-اے)"** کے اہتمام سے ایک تصنیف بہ نام **"یادداشتہای مولوی محمّد شفیع"** راجع بہ تیمور و عہدوی مرتب کی ہے۔ جسے **"مجلس ترقّیِ ادب، لاہور"** نے ۱۹۶۵ء میں شائع کیاہے،اِس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۲۲تا ۳۳۰پر **"مولوی محمد شفیع"** کی تحقیق و تدقیق کے حوالے سے ایک مفصّل فہرست ہے۔

۷ کتب ۶۴ مقالات ۷ تالیفات اور ۴ دیگر ادبی مساعی کی مکمل معلوماتی فہرست ملتی ہے۔ مثلاً:

کُتب:

۱۔ تذکرۂ میخانہ عبد النبی فخر الزمانی قزوینی، متن فارسی و حواشی لاہور، ۱۹۱۷ء

۲۔ ترجمہ فارسی تتمہ صوان الحکمہ (موسوم) بہ درۃ الاخبار، سلسہ مطبوعات، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۳۵

۳۔ مکاتبات رشیدی از رشید الدین، فضل اللہ طیّب، متن فارسی و حواشی لاہور، ۱۹۳۷ء

مقالات بہ اُردو:

۱۔ قصّہ امیر حمزہ، اورینٹال کالج میگزین، نومبر ۱۹۲۵ء

۲۔ مثنوی گلستانِ خیال، اورینٹال کالج میگزین، مئی ۱۹۲۶ء

۳۔ در قصّہ مشہور پنجاب، ہیر رانجا و سسی پنوں، اورینٹال کالج میگزین، نومبر ۱۹۲۸ء

مقالاتِ بہ انگلیسی:

۱۔ باغ شالامار، لاہور، در مجلہ اسلامیہ کلچر حیدر آباد، ۱۹۲۸ء

۲۔ مقالات (۱) شاہ رفیع الدین، دہلوی (۲) سنجان رای (۳) عرفی شیرازی، در جاپ اوّل، دائرہ معارفِ اسلامی (منتشرہ در لیدن)

۳۔ فہرست نسخ خطی عربی و فارسی، لاہور، در مجموعہ خطابہ آل انڈیا اورینٹال کانفرس مدارس ۱۹۲۴ء

مقالات بہ اُردو:

۱۔ مرقع دارالشکوہ، اورینٹال کالج میگزین اوت و نوامبر ۱۹۵۴ء-۱۹۵۵ء

۲۔ تحقیق کلمۂ درشان (بہ انگلیسی)، مجلہ رائل ایشیاٹیک سوسائٹی، بمبئی، ۱۹۵۴ء

آنچہ تالیف و ترتیب

ا۔ قصّہ حاجی مراد تولستوی، ترجمہ از انگلیسی بہ اُردو ۱۹۱۳ء

۲۔ کتاب الزھد از لعقد الفرید ترجمہ از عربی انگلیسی

۳۔ الشیخ الکبیر بہاء الدین زکریا ملتانی

بعضی از مساعی ادبی

ا۔ ترجمہ کلید دانس بہ اُردو قصور ۱۸۹۹م

۲۔ ترجمہ فصل المثال ابن رشید بہ اردو، در مجلۂ الھدی منتشرہ لاہور

۳۔ ترجمہ اردوی مشکوۃ الانوار غزالی در مجلۂ الھدی منتشرۂ لاہور

عنصری کی مثنوی **"وامق وعذرا"** صدیوں سے ناپید ہے، یہی نہیں بل کہ وہ قصّہ جو عنصری نے نظم کیا ہے، وُہ بھی نہیں ملتا۔ صرف اِس کے چند اجزاء ملتے ہیں۔ بعد کے شعراء نے جب اِس مضمون کی مثنویاں لکھیں تو ان میں ایسے قصّے پیش نظر تھے، جو عیناً بل کہ قطعاً عنصری کے بعد لکھی گئیں، اب موجود نہیں، اور جو موجود ہیں وہ ساری ہم کو مُیسّر نہیں ہیں یہ رائے ان آٹھ مثنویوں پر مبنی ہے جو ہم دیکھ سکتے ہیں۔

(الف) داستان وامق وعذرای عنصری

(ب) داستان وامق وعذرای لامعی

(ج) عذرا و وامق قتیلی

(د) وامق وعذرای جوشقانی

(ہ) وامق وعذرای صلحی

(و) وامق وعذرای صوفی کشمیری

(ز) وامق وعذرای نامی

(ح) وامق وعذرای محمد حسین

"مولوی محمد شفیع" نے نہایت جاں فشانی، جگر کاوی سے اِن نادر و نایاب نسخوں کو یک جا کیا۔ اِن کے اختلافات کا دِقّت نظری سے تجزیہ کیا اور ہمارے سامنے مثنوی "وامق وعذرا" کے متن کو اَن مول بنا دیا۔

"شبلی نعمانی"، "شعر العجم"، میں عنصری سے متعلق رقم طراز ہیں کہ:

حسن بن احمد نام، ابوالقاسم کنیتؔ، عنصری تخلّص، بلخ کا رہنے والا تھا۔ آبائی پیشہ تجارت تھا۔ پھر تجارت کا خیال چھوڑ کہ علم کی طرف توجہ کی۔ تمام متداول علوم حاصل کیے۔ طبیعت کو قدرتی لگاؤ شعری سے تھا۔ سلطان محمود کے چھوٹے بھائی نصر بن سبکتگین کے دربار مین پہنچا، نصر نے جوہر قابل دیکھ کر محمود کے دربار میں تقریب کی۔ رفتہ رفتہ ملک الشعرا کا خطاب ملا۔۔۔ بڑے بڑے شعرا عنصری مدح میں قصائد لکھ کر پیش کرتے تھے اور گراں بہا صلے پاتے تھے۔۔۔ عنصری نے سلطان محمود کی وفات کے تقریباً دس برس بعد ۴۳۱ھ میں وفات پائی۔ اس کے اشعار کی تعداد ۳۰ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ قصائد کے سوا متعدّد مثنویاں بھی لکھیں مثلاً وامق و عذرا، سرخ بت و خنگ، نہر و عین، لیکن آج ناپید ہیں۔،،(۳)

"مثنوی کی ابتدا" ایران میں ہوئی، رُودکی کو فارسی کا پہلا باقاعدہ شاعر کہا جاتا ہے۔اِس نے کئی مثنویاں لکھی تھیں، جن کے اشعار آج بھی موجود ہیں۔

فارسی میں صنف مثنوی کو اس قدر فروغ ہُوا کہ اس کی وقعت غزل سے کسی طرح کم نہیں۔ فارسی مثنوی کے موضوع میں بڑا تنوّع ہے۔ وہاں رزم، معرفت، اخلاق، عشق وغیرہ پر شاہکار مثنویاں لکھی گئیں۔

اُردو کا دکنی عہد مثنوی کا دور ہے، غزل کا نہیں۔ قلی قطب شاہ اور ولیؔ کے علاوہ دکن کے تمام مشاہیر شعرا مثنوی کے شاعر ہیں۔ نظامی، وجہی، مقیمی، نصرتی وغیرہ مثنوی کے حوالے سے مشہور ہیں۔ "ڈاکٹر گیان چند" مثنوی سے متعلّق بیان کرتے ہیں کہ :

"جب نظامی نے اپنا مشہور "پنج گنج" لکھا، یعنی پانچ مثنویاں جداگانہ وزن میں تصنیف کیں، تب سے اس کی مقبولیت کے باعث کچھ التزام سا ہو گیا کہ مثنوی انھیں اوزان میں کہی جانے لگی۔ وُہ اوزان یہ ہیں:

۱۔ مثنوی مخزن الاسرار

مفتعلن مفتعلن فاعلات یا فاعلن

۲۔ شیریں خسرو

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن یا فعولن

۳۔ لیلٰی مجنوں

مفعول مفاعلن مفاعیل یا فعولن

۴۔ ہفت پیکر

فاعلاتن مفاعلن فعلن

۵۔ سکندر نامہ

فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل،،(۴)

سلطان محمود غزنوی کے دربار کے ملک الشعراء ابوالقاسم حسن بن احمد عنوی بلنخی نے مثنوی وامق و عذرا بہ زبان فارسی بحر متقارب میں لکھی۔ مثنوی کی ایک مشہور بحر یہ بھی ہے:

مثنوی وامق و عذرا کا جمالی خلاصہ درج ذیل ہے:

خفا زندگانی سے ہونے لگی	فعولن، فعولن، فعولن فعو
بہانوں سے جا جا کہ رونے لگی	فعولن، فعلن، فعلن فعو

(سحر البیان - میر حسن)

"شاہ یمن کا لڑکا وامق شکار کھیلنے کے لیے نکلا اور اس نے ایک بدوی لڑکی عذرا کو دیکھا۔ دونوں ایک دوسرے کے عشق میں مبتلا ہوئے۔ آخر وامق کو گھر واپس جانا پڑا، لیکن وہ عذرا کے پاس آ پہنچا۔ اس مرتبہ بھی بدنامی کے خوف سے اُسے رخصت ہونا پڑا۔

شاہ مصر و شام کی شاہ یمن سے دُشمنی ہوئی۔ لڑائی ہوئی۔ وامق اسیر ہو کر شام پہنچا۔ وہاں شاہِ مصر و شام کی بیٹی سلمیٰ اِس پر عاشق ہوئی۔ اور دایہ کو بھیجا کہ وامق کو بلا لائے۔ وامق نے پہلے تو آنے سے انکار کر دیا۔ مگر جب سلمیٰ کی ماں باپ کی صلاح سے دایہ کو دوبارہ بھیجا گیا تو اس نے مان لیا۔

اور سلمیٰ سے اِس کی شادی ہو گئی۔ اِدھر عذرا وامق کی اسیری سے بے تاب تو تھی، اب سلمیٰ والی خبر پہنچی تو وامق کو اپنی وفاداری اور بے بسی کی داستان لکھ بھیجی۔

شاہِ یمن کے کہنے پر وامق کو سلمیٰ کے ساتھ وطن جانے کی اجازت مل گئی۔ اور وُہ بہ راہِ آب روانہ ہوئے۔ لیکن راستے میں وامق کے سوا سب غرقاب ہو گئے۔

اب شاہ عجم نے شاہ یمن کی بیٹی کی خواستگاری کی۔ اور انکار ہونے پر یمن پر لشکر کشی کر دی۔

شاہِ یمن لڑائی میں مارا گیا۔ وامق وطن پہنچتے ہی باپ کی قبر پر گیا اور شدّتِ غم سے صحرا نوردی کے لیے نکل کھڑا ہُوا۔

وہاں اتفاق سے عذرا بھی آ گئی۔ دونوں ملے اِس طرح کہ دل کی آگ نے دونوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔،،(۵)

"مثنوی وامق و عذرا" سے متعلّق جتنے بھی قصّے ملتے ہیں، ان سب کے مطالب میں بہت فرق ہے۔ "مولوی محمد شیخ" نے "تدوین کے تمام آداب" کو پیش نظر رکھا ہے۔ تمام نادر و نایاب نسخوں کو یکجا کیا۔ اُن نسخوں میں دیے گئے اجمالی خلاصوں کا تجزیہ کیا اور پھر اختلافات کا بھی جائزہ لیا ہے۔

"مولوی محمد شفیع" کی تحقیقی و تدوینی خدمات کی لمبی فہرست ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انھیں تحقیق و تدوین سے ایک خاص رغبت تھی۔ یہ رغبت ہمیں بتاتی ہے ایک مدّون کے اوصاف اور اُس کی خوبیاں، جن سے اُس کی شخصیّت میں انفرادیت پیدا ہوتی ہے۔

"مولوی محمّد شفیع" عربی، انگریزی، فارسی زبانوں سے مکمل واقفیّت رکھتے تھے۔ تنقید متن میں بنیادی زبانوں سے واقفیتّ کی وجہ سے متنی تنقید میں تدوین کو منشائے مصنّف کے مطابق بناتا ہے۔ "مولوی محمد شفیع" میں ایسی تمام خوبیاں موجود تھیں۔

"وامق و عذرا" کے حوالے سے مختلف نسخوں میں جو اختلاف ملتا ہے، "مولوی محمد شفیع" اِس طرح بیان کرتے ہیں:

شاعر	وامق کون تھا؟	عذرا کون تھی؟
لامعی	طیونس شاہ چین کا بیٹا	طوس کی حسینہ
قیتلی	یمن کا شاہ زارہ	بنت شاہ حجاز
جوشقانی	خلاطوس ساسانی شاہ ایران کا بیٹا	قدر خان شاہ خلنج کی بیٹی
صلحی	ایک عرب بادشاہ کا بیٹا	دختر کشمیر
صرفی	یمن کا شاہزادہ	روم کے ایک سردار کی بیٹی
نامی	یمن کا شاہزادہ	ایک بدوی لڑکی
محمد حسین	یمن کا شاہزادہ	ایک بدوی لڑکی،،(۶)

اِس اختلاف سے ظاہر ہے کہ مختلف زبانوں میں اِس داستان کو ہر شاعر نے اپنے اپنے خیال کے مطابق بیان کیا ہے۔ کم سے کم اِن سات قصّوں کا یہ حال ہے، جواب موجود ہیں۔ جو مثنویاں ہمارے سامنے نہیں ہیں، یا ناپید ہو چکی ہیں، ان کی نسبت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

"وامق و عذرا" کے قصّے کو مشرقی ممالک میں بہت ہر دل عزیزی حاصل رہی ہے۔ اور صدیوں تک نظم و نثر میں، اس کو ذوق و شوق کے ساتھ بیان کیا جاتا رہا ہے۔ مولوی محمد شفیع رقم طراز ہیں کہ :

> اوّلاً اِس کو پہلوی زبان میں مرتّب کیا گیا تھا۔ پہلوی قصّہ کوئی شخص تحفتاً امیر عبداللہ بن طاہر امیر خراساں (۲۱۳تا۲۳۰ھ) کے پاس لایا اور اِس قصّے کی تعریف کی۔ امیر کا جواب یہ تھا کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں، قرآن و حدیثِ پیغمبر کے سوا ہم کو کچھ مطلوب نہیں۔۔۔۔ امیر نے اس کتاب کو غرقاب قرار دیا۔۔۔ دولت شاہ کی اس روایت کے اجزا عہدِ فاروقی میں اسکندریہ کے کتاب خانہ کے جلائے جانے والی روایت سے بہت مشابہ ہیں۔
>
> دولت شاہ اس روایت سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ آل سامان کے زمانے تک اشعار عجم کے موجود نہ پائے جانے کی وجہ یہی ہے کہ عجمیوں کی کتابیں جلادی گئی تھیں۔ اس بیان سے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ جس پہلوی قصّہ وامق و عذرا کا ذکر وُہ کر رہا ہے وُہ نظم میں تھا۔،،(۷)

مثنوی "وامق و عذرا" جو صدیوں سے ناپید ہے۔ "مولوی محمد شفیع" نے اس کی تالیف مع مقدّمہ و تصحیح و تحشیہ کر کے اُردو کلاسیکیّت میں نہ صرف گراں قدر اضافہ کیا ہے بل کہ اپنی محققانہ و ناقدانہ بصیرت اور انہاک و استغراق سے اُردو تنقیدِ متن کے وقار و پندار میں نکھار پیدا کیا ہے۔ مولوی محمد شفیعؒ نے جس عرق ریزی، دقّتِ نظر اور اصولی تحقیق کے ساتھ اس نایاب مثنوی کے مختلف مخطوطات کو جمع، تقابل اور مرتب کیا، وہ اردو تنقیدِ متن اور تدوینِ نسخہ کی ایک درخشاں مثال ہے۔ انہوں نے مختلف زبانوں اور ادوار میں پھیلے ہوئے وامق و عذرا کے متون میں پائے جانے والے اختلافات کو نہ صرف واضح کیا بلکہ ان کے پس منظر، ماخذ اور معنوی تنوّع کا بھی عالمانہ تجزیہ پیش کیا۔ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر کامل عبور نے انہیں اس قابل بنایا کہ وہ متن کی صحت، روایت کی صداقت اور ادبی روایت کے تسلسل کو معتبر علمی بنیادوں پر پرکھ سکیں۔ اس طرح مثنوی وامق و عذرا کی تدوین محض ایک ادبی کارنامہ نہیں بلکہ اردو کلاسیکی ادب میں تحقیق و تدوین کے معیارات کو مستحکم کرنے کی ایک اہم کوشش ثابت ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ مقالہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ مولوی محمد شفیعؒ کی خدمات اردو

ادب میں متنی تنقید، مخطوطہ شناسی اور تحقیقی دیانت کی ایک مضبوط روایت کی نمائندہ ہیں، جن کی اہمیت اور افادیت آج بھی مسلم ہے۔

حواشی

۱۔ ہفت روز،لیل و نہار،لاہور:۱۶جون۱۹۵۷ء، ص نمبر ۱۳۔

۲۔ مولوی محمد شفیع مرحوم،ڈاکٹر۔وامق و عذرا"ازابوالقاسم حسن بن احمد عنصری"اِنتشاراتِ دانِش گاہِ پنجاب،لاہور۔

۳۔ نعمانی، شبلی۔شعر العجم(حصّہ اوّل)،لاہور:انجمنِ حمایت اسلام، ص نمبر ۵۹۔

۴۔ گیان چند، ڈاکٹر۔اُردو مثنوی شمالی ہند میں(جلد اوّل) دہلی:انجمن ترقّی اُردو ہند،۱۹۸۷ء ص نمبر ۶۳۔

۵۔ مولوی محمد شفیع مرحوم،ڈاکٹر۔وامق و عذرا،ازابوالقاسم حسن بن احمد عنصری،دانش گاہِ پنجاب لاہور:ص ۶۷۔

۶۔ ایضاً۔ص نمبر ۷۴،۷۵

۷۔ ایضاً۔ص نمبر ۱۲۔

- Haft Roz *Lail-o-Nahar*, Lahore: 16 June 1957, s. no. 13.
- Maulvi Muhammad Shafi Marhoom, Dr. *Wamiq o Azra* “az Abu al-Qasim Hasan bin Ahmad Ansari”, Intisharat-e-Danishgah-e-Punjab, Lahore.
- Naumani, Shibli. *She’r ul-Ajam* (Hissa Awwal), Lahore: Anjuman-e-Himayat-e-Islam, s. no. 59.
- Gyan Chand, Dr. *Urdu Masnavi Shumali Hind Mein* (Jild Awwal), Dehli: Anjuman Taraqqi-e-Urdu Hind, 1987, s. no. 63.
- Maulvi Muhammad Shafi Marhoom, Dr. *Wamiq o Azra*, az Abu al-Qasim Hasan bin Ahmad Ansari, Danishgah-e-Punjab, Lahore: s. 67.
- Ibid, p 74–75.
- Ibid, p 12.

کتابیات

۱۔ نعمانی، شبلی۔شعر العجم(حصّہ اوّل)،لاہور: انجمنِ حمایت اسلام

۲۔ گیان چند، ڈاکٹر۔اُردو مثنوی شمالی ہند میں(جلد اوّل) دہلی:انجمن ترقّی اُردو ہند،۱۹۸۷ء

۳۔ مولوی محمد شفیع مرحوم،ڈاکٹر۔وامق و عذرا،ازابوالقاسم حسن بن احمد عنصری،دانش گاہِ پنجاب لاہور

۴۔ ہفت روزہ،لیل و نہار،لاہور:۱۶جون۱۹۵۷ء،